Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

The Methodology and Style of Da‘wah and Preaching in Surah Ya-Sin, Verses 13–19: A Comparative Study of Tafsir Ibn Kathir and Ma‘arif al-Qur’an

سورۃ یٰسٓ آیات 13 تا 19 میں دعوت و تبلیغ کا منہج و اسلوب: تفسیر ابن کثیر و معارف القرآن کا تقابلی مطالعہ

Dr. Muhammad Noman
Assistant Professor, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat
Email: numanm964@gmail.com

Naghma Bibi (Corresponding Author)
BS Islamic Studies, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat
Email: naghmabibicharbagh74@gmail.com

Nida Bibi
BS Islamic Studies, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat
Email: nidasharif10@gmail.com

Abstract
The Holy Qur’an is the final Book of Divine Guidance revealed by Allah Almighty. Its revolutionary and reformative teachings serve as a source of guidance, success, and salvation for humanity in every age. Particularly, the Makkan Surahs present rational and textual arguments for the reform of human thought and conduct, the strengthening of the belief in the Oneness of Allah (Tawhid), the affirmation of Prophethood, and faith in the Hereafter. Surah Ya-Sin is also an important example of this Qur’anic approach to guidance and reform. This article presents a comparative study of the methodology and style of Da‘wah (invitation to Islam) and preaching as reflected in verses 13–19 of Surah Ya-Sin. These verses narrate the sending of several messengers to a town, their call to the truth, the rejection and opposition of the people of the town, and the effective manner in which the messengers conveyed their message. This Qur’anic account highlights several important principles of Da‘wah, including the call to Tawhid, clarification of Prophethood, wise responses to the objections of the audience, steadfastness in calling towards the truth, and reliance upon Allah Almighty. In this article, the exegetical explanations of these verses are comparatively examined in the light of Tafsir Ibn Kathir and Ma‘ariful Qur’an.

Keywords: Surah Ya-Sin, Da‘wah, Methodology of Da‘wah, Qur’anic Preaching, Makkan Surahs, Tawhid, Prophethood, Tafsir Ibn Kathir, Ma‘ariful Qur’an

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

تعارف

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہدایت ہے، جس کے انقلابی اور اصلاحی مضامین ہر دور کے انسان کے لیے ہدایت، فلاح اور نجات کا سرچشمہ ہیں۔ بالخصوص مکی سورتوں میں انسانی فکر و کردار کی اصلاح، عقیدۂ توحید کی پختگی، رسالت کے اثبات اور آخرت پر یقین کے لیے عقلی و نقلی دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ سورۃ یٰس بھی اسی دعوتی و اصلاحی اسلوب کی ایک اہم مثال ہے۔ اس مقالے میں سورۃ یٰس کی آیات 13 تا 19 میں بیان کردہ دعوت و تبلیغ کے منہج و اسلوب کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ ان آیات میں ایک بستی کی طرف متعدد رسولوں کی بعثت، ان کی دعوت حق، اہل بستی کی جانب سے انکار و مخالفت اور رسولوں کی طرف سے دعوت کے مؤثر انداز کو بیان کیا گیا ہے۔ اس قرآنی واقعے میں دعوت دین کے متعدد اہم اصول نمایاں ہوتے ہیں، جن میں توحید کی دعوت، رسالت کی وضاحت، مخاطبین کے اعتراضات کا حکیمانہ جواب، حق کی دعوت میں استقامت اور اللہ تعالیٰ پر توکل قابل ذکر ہیں۔ اس آرٹیکل میں تفسیر ابن کثیر اور تفسیر معارف القرآن کی روشنی میں مذکورہ آیات کی تفسیری توضیحات کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔

دعوت کی لغوی و اصطلاحی تعریف

لغوی تعریف

دعوت عربی زبان کا لفظ ہے جو "دعوۃ" سے نکلا ہے۔ لغت کے اعتبار سے اس کے معنی کسی کو اپنی طرف پکارنے، بلانے یا کسی کام کی طرف راغب کرنے کے ہیں۔ لسان العرب کے مطابق بھی دعوت کا بنیادی مفہوم پکارنا اور بلانا ہے۔[1]

اصطلاحی تعریف

دین اسلام کی اصطلاح میں دعوت سے مراد لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور دین حق کی طرف بلانا اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دینا ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

تبلیغ کی لغوی واصطلاحی تعریف

لغوی تعریف

تبلیغ عربی زبان کے لفظ البلاغ سے ماخوذ ہے، جو "بَلَغَ" سے مشتق ہے۔ امام راغب اصفہانیؒ کے مطابق بلاغ سے مراد کسی شخص کو اس کے مطلوبہ مقصد، غرض یا منزل کی آخری حد تک پہنچا دینا ہے۔[2]

اصطلاحی تعریف

شرعی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ پیغام حق کو لوگوں تک پہنچانا تبلیغ کہلاتا ہے۔

تبلیغ کا مقصد

تبلیغ کا مقصد محض زبانی طور پر پیغام پہنچا دینا ہی نہیں بلکہ اسے اپنے قول و فعل سے دوسروں کے دل میں اتارنا ہے۔

دعوت دین کا مفہوم

دعوت دین کا کام دراصل تمام نبیوں کا کام ہے، تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے لوگوں کو صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے اور اسے لاشریک ماننے کی دعوت دی۔ دعوت دین سے مراد صرف نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر اعمال و عبادات کی دعوت نہیں، بلکہ دعوت دین سے مراد یہ بھی ہے کہ ایک مسلمان کو اس کام کے متعلق آگاہ کرنا اور نصیحت کرنا جو کام غیر شرعی اور حرام ہو، اسے اس مقام پر ترغیب دینا کہ شریعت کا اس مقام پر یہ حکم ہے، لہذا آپ بھی یہ کام حکم شریعت کے مطابق کریں۔

سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی اپنی قوموں کو دی گئی دعوت کو یوں بیان فرمایا:

" يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ "[3]

"اے میری قوم! تم (صرف) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی اور تمہارا معبود ہونے کے لائق نہیں۔"

دعوت دین کو قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں ان اسماء اور عنوانات سے بیان کیا گیا ہے:

1. دعوت إلی اللہ
2. إنذار و تبشیر
3. تواصي بالحق
4. تعاون علی البر

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

5. الأمر بالمعروف والنهی عن المنکر
6. دعوت الی الخیر

دعوت و تبلیغ کی فضیلت

اسلام میں دعوت و تبلیغ (نیکی کی طرف بلانا اور برائی سے روکنا) تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا مشن اور اُمت مسلمہ کا بنیادی فریضہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ "[4]

ترجمہ: "اور تم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں، اور وہی لوگ بامراد ہیں۔"

دعوت و تبلیغ کی شرعی حیثیت

اسلام میں ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی صلاحیت اور علم کے مطابق دینِ اسلام کی تعلیمات دوسروں تک پہنچائے اور نیکی کی دعوت دے۔ قرآنِ کریم میں مسلمانوں کو بہترین امت قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے، برائی سے روکتے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں۔

"كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ"[5]

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی پوری زندگی اسلام کی دعوت اور لوگوں کی اصلاح میں گزاری۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دعوت دینے کا طریقہ بھی بتاتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کو حکمت، اچھی نصیحت اور بہترین انداز کے ساتھ اپنے رب کی راہ کی طرف بلائیں۔

" ٱدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِٱلْحِكْمَةِ وَٱلْمَوْعِظَةِ ٱلْحَسَنَةِ ۖ وَجَٰدِلْهُم بِٱلَّتِي هِيَ أَحْسَنُ "[6]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت و تبلیغِ دین صرف علماء کی ذمہ داری نہیں، بلکہ ہر مسلمان کو اپنی استطاعت کے مطابق دین کی بات دوسروں تک پہنچانی چاہیے۔ قرآنِ کریم میں ایسے شخص کو بہترین بات کہنے والا قرار دیا گیا ہے جو اللہ کی طرف دعوت دے اور خود بھی نیک عمل کرے۔

" وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّن دَعَآ إِلَى ٱللَّهِ وَعَمِلَ صَٰلِحاً "[7]

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ دعوت و تبلیغ صرف علماء کی ذمہ داری نہیں، بلکہ ہر مسلمان کو اپنی استطاعت کے مطابق دین کی بات دوسروں تک پہنچانی چاہیے۔

سورۃ یٰسٓ: آیات 13–19

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

رسولوں کی بعثت اور دعوت حق کا آغاز

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿١٣﴾ إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُم مُّرْسَلُونَ ﴿١٤﴾[8]

ترجمہ: "اور ان کے لیے بستی والوں کی مثال بیان کرو، جب ان کے پاس رسول آئے۔ جب ہم نے ان کی طرف دو رسول بھیجے تو انہوں نے دونوں کو جھٹلا دیا، پھر ہم نے تیسرے کے ذریعے ان کی تائید کی، تو انہوں نے کہا: بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔"

سبب نزول

سورۃ یٰسٓ کی آیات نمبر 13 تا 17 شہر انطاکیہ کا ایک واقعہ ہے۔ وہاں کا بادشاہ کا انطیخش تھا اور اس کے آباؤاجداد کا نام بھی یہی تھا۔ یہ سب لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ ان کے ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے تین رسول (صادق، صدوق اور شلوم) بھیجے۔ پہلے ان کے پاس دو رسول آئے تو لوگوں نے ان کی بات نہیں مانی۔ تو ان کی تائید میں پھر تیسرے نبی آئے (بعض کی ہاں پہلے دو کا نام شمعونؑ اور یوحناؑ تھا اور تیسرے کا نام بولصؑ تھا)۔ ان سب نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں جس نے تم کو پیدا کیا ہے، اس نے ہماری ذریعے تمہیں حکم بھیجا ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کی نصیحت کے لئے واقعہ انطاکیہ کا مثال پیش کی ہے کہ جس طرح انطاکیہ کے باشندوں نے تینوں پیغمبروں کی دعوت کو قبول نہیں کیا اور ان کو جھٹلایا تھا اور آخر کار وہ لوگ اللہ کی عذاب میں مبتلا ہوئے بالکل اسی طرح قریش مکہ بھی محمد ﷺ کی تکذیب کر رہے تھے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی۔[9]

تفسیر معارف القرآن میں تشریح

علامہ مفتی محمد شفیعؒ کے مطابق ان آیات میں اصحاب قریہ کا واقعہ بطور مثال بیان کیا گیا ہے تاکہ منکرین حق کو سابقہ اقوام کے انجام سے عبرت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف رسول بھیجے تاکہ انہیں حق کی دعوت دے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کی طرف متوجہ کیا جائے۔ ابتدا میں دو رسولوں کی بعثت ہوئی، لیکن قوم نے ان کی تکذیب کی، جس کے بعد تیسرے رسول کے ذریعے ان کی تائید کی گئی۔

ان آیات سے دعوت و تبلیغ کا یہ اصول سامنے آتا ہے کہ حق کی دعوت واضح، مسلسل اور مضبوط انداز میں پیش کی جائے۔ اگر مخاطبین ابتدائی دعوت کو قبول نہ کریں تو داعی کو مایوس ہونے کی بجائے حکمت اور استقامت کے ساتھ دعوت کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے۔[10]

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

تفسیر ابن کثیر میں تشریح

امام ابن کثیرؒ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو اس قوم کی طرف بھیجا تاکہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور حق کی پیروی کی دعوت دیں۔ جب قوم نے پہلے دو رسولوں کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے تیسرے رسول کے ذریعے ان کی تائید فرمائی۔

ابن کثیرؒ کے مطابق اس واقعہ میں انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت کا بنیادی مقصد لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا اور شرک و باطل سے دور کرنا ہے۔ رسولوں کا یہ طرز عمل اس بات کی مثال ہے کہ داعی حق کو واضح طور پر بیان کرے اور مخالفت کے باوجود دعوت کے فریضے سے دست بردار نہ ہو۔[11]

اتفاقی نکات

1. دونوں تفاسیر کے مطابق اصحاب قریہ کی طرف رسولوں کی بعثت دعوت حق کے لیے ہوئی۔
2. دونوں کے نزدیک رسولوں کی دعوت کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلانا تھا۔
3. دونوں تفاسیر میں رسولوں کی تکذیب کے باوجود دعوت کے تسلسل کا پہلو نمایاں ہے۔
4. دونوں کے مطابق تیسرے رسول کے ذریعے دعوت کی تائید اور قوت میں اضافہ ہوا۔
5. دونوں تفاسیر سے داعی کے لیے صبر، استقامت اور دعوت کے تسلسل کا سبق ملتا ہے۔

اختلافی نکات

1. معارف القرآن میں اس واقعہ سے زیادہ نمایاں طور پر دعوتی اور اصلاحی اصول اخذ کیے گئے ہیں اور اسے مخاطبین کے لیے عبرت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔
2. تفسیر ابن کثیر میں اصحاب قریہ اور رسولوں کے متعلق مروی اقوال اور سلف کے تفسیری آثار کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے۔

سورۃ یٰسٓ: آیات 15–16

دعوت حق میں صداقت، اخلاص اور واضح ابلاغ

قَالُوا مَا أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنزَلَ الرَّحْمَٰنُ مِن شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ﴿١٥﴾ قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ ﴿١٦﴾[12]

ترجمہ: ”انہوں نے کہا: تم تو ہمارے جیسے انسان ہی ہو، اور رحمان نے کوئی چیز نازل نہیں کی، تم صرف جھوٹ بول رہے ہو۔ رسولوں نے کہا: ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم یقیناً تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔“

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

تفسیر معارف القرآن میں تشریح

علامہ مفتی محمد شفیعؒ کے مطابق قوم نے رسولوں کی دعوت کو قبول کرنے کے بجائے ان کے انسانی ہونے کو انکار کی دلیل بنایا۔ رسولوں نے اس اعتراض کے جواب میں اپنی رسالت کا یقین اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جانے کی حقیقت واضح کی۔ ان کا جواب انتہائی مختصر، پُراعتماد اور مؤثر تھا کہ ہمارا رب خوب جانتا ہے کہ ہم اس کی طرف سے بھیجے گئے ہیں۔

اس سے دعوت و تبلیغ کا اہم اصول سامنے آتا ہے کہ داعی کو مخالفین کے اعتراضات کے جواب میں جذباتی انداز اختیار کرنے کے بجائے اطمینان، وقار اور دلیل کے ساتھ حق واضح کرنا چاہیے۔ داعی کا اصل اعتماد اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہیے۔[13]

تفسیر ابن کثیر میں تشریح

امام ابن کثیرؒ بیان کرتے ہیں کہ قوم نے رسولوں کی بشریت کو ان کی رسالت کے انکار کی بنیاد بنایا۔ رسولوں نے اپنی قوم کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو اپنی صداقت پر گواہ بنایا۔ ان کا فرمان **"رَبُّنَا يَعْلَمُ"** اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی صداقت اور رسالت سے پوری طرح باخبر ہے۔

ابن کثیرؒ کے مطابق رسولوں کا یہ جواب ان کے یقین، صداقت اور اللہ تعالیٰ پر توکل کی علامت ہے۔ اس میں داعی کے لیے یہ سبق ہے کہ باطل اعتراضات کے مقابلے میں حق کو اعتماد اور استقامت کے ساتھ بیان کیا جائے۔[14]

اتفاقی نکات

1. دونوں تفاسیر کے مطابق قوم نے رسولوں کی بشریت کو انکار رسالت کی دلیل بنایا۔
2. دونوں کے نزدیک رسولوں نے اپنی صداقت کو اللہ تعالیٰ کی گواہی سے واضح کیا۔
3. دونوں تفاسیر میں رسولوں کے یقین، اخلاص اور استقامت کو نمایاں کیا گیا ہے۔
4. دونوں کے مطابق داعی کو مخالفین کے اعتراضات کے مقابلے میں صبر اور وقار کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔
5. دونوں تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ داعی کا اعتماد اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہیے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

اختلافی نکات

1. معارف القرآن میں ان آیات سے دعوت کے عملی اصول، خصوصاً وقار، اطمینان، حکمت اور اعتراضات کا مناسب جواب دینے کے پہلو کو زیادہ نمایاں کیا گیا ہے۔
2. تفسیر ابن کثیر میں آیات کے تفسیری مفہوم کے ساتھ رسالت، بشریت انبیاء اور اللہ تعالیٰ کی گواہی کے عقیدتی پہلو کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

سورۃ یٰسٓ: آیت: 17

داعی کی ذمہ داری: واضح تبلیغ اور ابلاغ حق

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿١٧﴾[15]

ترجمہ: "اور ہمارے ذمے تو صرف صاف صاف پیغام پہنچا دینا ہے۔"

تفسیر معارف القرآن میں تشریح

علامہ مفتی محمد شفیعؒ کے مطابق اس آیت میں دعوت و تبلیغ کی بنیادی ذمہ داری واضح کی گئی ہے کہ رسولوں اور داعیان حق کا کام اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک واضح انداز میں پہنچانا ہے۔ ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ جیسا کہ ایت سے معلوم ہوتا ہے انک لا تھدي من احببت داعی پر لازم ہے کہ وہ حق کو چھپائے نہیں بلکہ اسے صاف، واضح اور حکیمانہ انداز میں لوگوں تک پہنچائے۔

اس آیت سے دعوت و تبلیغ کا ایک بنیادی اصول یہ معلوم ہوتا ہے کہ داعی کو نتیجے کے بجائے اپنی ذمہ داری پر توجہ دینی چاہیے۔ اگر مخاطب دعوت قبول نہ کرے تو داعی مایوس نہ ہو، کیونکہ اس کی ذمہ داری ابلاغ حق ہے۔[16]

تفسیر ابن کثیر میں تشریح

امام ابن کثیرؒ کے مطابق "البلاغ المبین" سے مراد اللہ تعالیٰ کے پیغام کو واضح اور صاف طور پر پہنچانا ہے۔ رسولوں نے اپنی قوم کے سامنے اپنی ذمہ داری واضح کر دی کہ ان کا کام اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہے اور لوگوں کو حق کی طرف بلانا ہے۔ (جس پر ان کو گواہ بنایا گیا).

ابن کثیرؒ کی تفسیر کی روشنی میں اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ داعی کو دعوت کے معاملے میں اخلاص، وضاحت اور استقامت اختیار کرنی چاہیے۔ ہدایت اور قبول حق کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، جبکہ داعی کے ذمے ابلاغ حق ہے۔[17]

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

اتفاقی نکات

1. دونوں تفاسیر کے مطابق داعی کی بنیادی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہے۔
2. دونوں کے نزدیک دعوت واضح، صاف اور مؤثر انداز میں ہونی چاہیے۔
3. دونوں تفاسیر میں داعی کو دعوت کے نتائج کے بجائے اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی تعلیم ملتی ہے۔
4. دونوں کے مطابق ہدایت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔
5. دونوں تفاسیر میں اخلاص، وضاحت اور استقامت کو دعوت کے بنیادی اصول قرار دیا گیا ہے۔

اختلافی نکات

1. معارف القرآن میں اس آیت سے داعی کی عملی ذمہ داری اور دعوت کے نتائج سے بے نیازی کے تربیتی پہلو کو زیادہ نمایاں کیا گیا ہے۔
2. تفسیر ابن کثیر میں "البلاغ المبین" کے مفہوم اور رسالت کے بنیادی فریضہ ابلاغ کی تفسیری وضاحت زیادہ نمایاں ہے۔

مجموعی تقابلی جائزہ

سورۃ یٰسین کی آیات (13 تا 17) کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے دعوت و تبلیغ کے لیے ایک جامع منہج پیش کیا ہے۔ اس میں رسولوں کی بعثت، دعوت کا تسلسل، مخالفین کے اعتراضات کا حکیمانہ جواب، صداقت و اخلاص، اللہ تعالیٰ پر توکل اور واضح ابلاغ حق جیسے بنیادی اصول شامل ہیں۔

تفسیر معارف القرآن میں ان آیات سے دعوتی، اصلاحی اور تربیتی اصول زیادہ نمایاں کیے گئے ہیں، جبکہ تفسیر ابن کثیر میں روایات، آثار سلف اور تفسیری اقوال کی روشنی میں آیات کے مفہوم اور رسالت کے عقیدتی پہلو کو زیادہ واضح کیا گیا ہے۔ تاہم دونوں تفاسیر اس بات پر متفق ہیں کہ داعی کا اصل فریضہ حق کو واضح طور پر لوگوں تک پہنچانا، مخالفت کے باوجود صبر و استقامت اختیار کرنا اور اللہ تعالیٰ پر مکمل اعتماد رکھنا ہے۔

سورۃ یٰسٓ: آیات 18–19

مخالفین کی دھمکی اور داعیان حق کا حکیمانہ جواب

قَالُوا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۖ لَئِن لَّمْ تَنتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٨﴾ قَالُوا طَائِرُكُم مَّعَكُمْ ۚ أَئِن ذُكِّرْتُم ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ﴿١٩﴾[18]

ترجمہ: ”انہوں نے کہا: ہم تمہیں اپنے لیے منحوس سمجھتے ہیں، اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور ہماری طرف سے تمہیں دردناک سزا پہنچے گی۔ رسولوں نے کہا: تمہاری نحوست تو تمہارے اپنے ساتھ ہے۔ کیا اس لیے کہ تمہیں نصیحت کی گئی؟ بلکہ تم حد سے گزرنے والے لوگ ہو۔“

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

تفسیر معارف القرآن میں تشریح

علامہ مفتی محمد شفیعؒ کے مطابق جب اصحاب قریہ نے رسولوں کی دعوت قبول کرنے کے بجائے مخالفت اختیار کی تو انہوں نے رسولوں کو اپنی بد بختی اور نحوست کا سبب قرار دیا اور انہیں سنگسار کرنے کی دھمکی دی۔ یہ باطل نظریات اور حق سے فرار کی ایک صورت تھی۔ رسولوں نے اس کے جواب میں نہایت واضح اور حکیمانہ انداز اختیار کیا اور فرمایا کہ تمہاری نحوست ہمارے ساتھ نہیں بلکہ خود تمہارے اعمال کے ساتھ ہے۔

اس جواب سے دعوت و تبلیغ کا یہ اصول سامنے آتا ہے کہ جب مخالفین داعی پر بے بنیاد الزام لگائیں تو داعی کو جذباتی رد عمل کے بجائے دلیل، حکمت اور اصلاح کے انداز میں جواب دینا چاہیے۔ رسولوں نے ان کی توجہ ان کے اپنے اعمال اور رویے کی طرف مبذول کرائی اور واضح کیا کہ اصل خرابی ان کے اپنے اعمال میں ہے۔[19]

تفسیر ابن کثیر میں تشریح

امام ابن کثیرؒ بیان کرتے ہیں کہ قوم نے رسولوں کو بد شگونی اور نحوست کا سبب قرار دیا اور دھمکی دی کہ اگر وہ اپنی دعوت سے باز نہ آئے تو انہیں سنگسار کر دیا جائے گا اور تکلیف دہ سزا دی جائے گی۔ رسولوں نے اس الزام کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہاری نحوست تمہارے اپنے اعمال اور تمہارے اپنے ساتھ ہے۔

ابن کثیرؒ کے مطابق رسولوں کا یہ جواب قوم کے باطل تصور کی تردید اور ان کے اعمال کی طرف توجہ دلانے پر مشتمل تھا۔ انہوں نے واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیحت اور حق کی دعوت انسان کے لیے نحوست نہیں بلکہ خیر و ہدایت کا ذریعہ ہے۔ اصل خرابی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان حق کو قبول کرنے کے بجائے سرکشی اور گناہ کا راستہ اختیار کرتا ہے۔[20]

اتفاقی نکات

1. دونوں تفاسیر کے مطابق قوم نے رسولوں کو بد شگونی اور نحوست کا ذمہ دار قرار دیا۔
2. دونوں کے مطابق قوم نے رسولوں کو سنگسار کرنے اور تکلیف پہنچانے کی دھمکی دی۔
3. دونوں تفاسیر میں رسولوں کے جواب کو باطل تصور کی تردید قرار دیا گیا ہے۔
4. دونوں کے نزدیک اصل نحوست انسان کے اپنے اعمال اور سرکشی میں ہے۔
5. دونوں تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ داعی کو مخالفت اور دھمکی کے باوجود حق کی دعوت سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

اختلافی نکات

1. معارف القرآن میں ان آیات سے دعوتی واصلاحی پہلو زیادہ نمایاں کیا گیا ہے، خصوصاً مخالفین کے الزامات کا حکمت اور خیر خواہی سے جواب دینے کا اصول۔
2. تفسیر ابن کثیر میں قوم کے بدشگونی کے عقیدے کی تردید، آیات کے لغوی و تفسیری مفہوم اور سلف کے منقول اقوال کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

خلاصۃ البحث

یہ تحقیقی مقالہ سورۃ یٰس میں بیان کردہ دعوت و تبلیغ سے متعلق آیات کا تفسیر معارف القرآن اور تفسیر ابن کثیر کی روشنی میں تقابلی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ اس تحقیق میں قرآن کریم کے ایک اہم دعوتی موضوع کا تحقیقی اور تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔ بالخصوص سورۃ یٰس کی ان آیات کا مطالعہ کیا گیا ہے جن میں دعوت حق، رسل کرام علیہم السلام کی جدوجہد، مخالفین کے اعتراضات، داعی کے اوصاف، حق کی مخالفت کے نتائج اور آخرت میں جواب دہی جیسے اہم دعوتی مضامین بیان ہوئے ہیں۔ تحقیق کے دوران دونوں مفسرین کے حالات زندگی کے ساتھ ساتھ ان کی تفاسیر کے منہج، اسلوب اور نمایاں خصوصیات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس تقابلی مطالعے کے ذریعے یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ تفسیر ابن کثیر اور معارف القرآن میں مذکورہ آیات کے دعوتی مفاہیم، مناہج اور اسالیب کو کس انداز سے پیش کیا گیا ہے، نیز کن بنیادی امور میں دونوں تفاسیر کے درمیان اتفاق اور اختلاف پایا جاتا ہے۔

اس مقالے میں تقابلی اور تنقیدی منہج تحقیق اختیار کیا گیا ہے۔ مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ تفسیر ابن کثیر میں آیات کی تشریح کے ضمن میں احادیث نبویہ، آثار صحابہ اور روایتی تفسیری مواد کو نمایاں اہمیت حاصل ہے، جبکہ معارف القرآن میں دعوتی، اصلاحی، تربیتی اور عصری پہلوؤں کو زیادہ نمایاں کیا گیا ہے۔ اگرچہ دونوں تفاسیر دعوت کے بنیادی اصولوں اور مقاصد کے حوالے سے بڑی حد تک متفق ہیں، تاہم ان کے تفسیری مناہج اور علمی اسالیب کے فرق کے باعث ان اصولوں کے اظہار اور تشریح کا انداز مختلف ہے۔

نتائج البحث

1. توحید کا اثبات اور شرک کی نفی سورۃ یٰس کے اہم دعوتی موضوعات میں شامل ہیں۔ دونوں تفاسیر کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ حقیقی طور پر نفع و نقصان پہنچانے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، لہٰذا غیر اللہ کو معبود بنانا اور اس کی عبادت کرنا گمراہی ہے۔ مزید برآں، گزشتہ قوموں کے واقعات کو دعوت دین میں نصیحت، عبرت اور اصلاح کا مؤثر ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

2. دعوت دین کے لیے اخلاص، بے غرضی، حکمت اور صبر بنیادی اوصاف ہیں۔ داعی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور لوگوں کی اصلاح ہونا چاہیے، نہ کہ ذاتی یا دنیاوی مفاد کا حصول۔ مؤثر دعوت کے لیے حکمت، مناسب انداز بیان اور مضبوط دلائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح دعوت کے راستے میں پیش آنے والی مخالفت، مشکلات اور تکالیف کا مقابلہ صبر، حوصلے اور ثابت قدمی سے کرنا دعوت کی کامیابی کے لیے اہم ہے۔
3. حق سے روگردانی انسان کو تباہی کی طرف لے جاتی ہے۔ جو لوگ حق کی دعوت کو مسلسل مسترد کرتے، سرکشی اختیار کرتے اور انکار پر قائم رہتے ہیں، ان کا انجام بالآخر ہلاکت اور تباہی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ سابقہ اقوام کا انجام اس حقیقت کے لیے واضح تنبیہ اور عبرت فراہم کرتا ہے۔
4. مجموعی طور پر تقابلی مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ تفسیر معارف القرآن اور تفسیر ابن کثیر کے تفسیری مناہج میں اگرچہ فرق موجود ہے، تاہم دعوت و تبلیغ کے بنیادی مقاصد اور اصولوں میں دونوں کے درمیان نمایاں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ دونوں تفاسیر سورۃ یٰس کی دعوتی تعلیمات کو قرآن و سنت اور اسلامی فکر کی روشنی میں واضح کرتی ہیں اور انسان کی دینی، اخلاقی اور عملی اصلاح کی طرف رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

تجاویز و سفارشات

1. قرآن کریم کے دعوتی منہج کے مطالعے اور فروغ کو عام کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے علمی و تحقیقی سطح پر قرآن کریم کے دعوتی اصولوں کو اجاگر کیا جائے، تاکہ عصر حاضر کے داعیان ان اصولوں سے مؤثر رہنمائی حاصل کر کے دعوتی سرگرمیوں کو زیادہ بہتر انداز میں انجام دے سکیں۔
2. دعوت و تبلیغ کے عمل میں حکمت، نرمی اور حسن اسلوب کو ملحوظ رکھا جائے۔ مخالفین اور مخاطبین کی جانب سے پیش کیے جانے والے اعتراضات اور سوالات کا جواب جذباتی ردعمل، سختی یا تحقیر کے بجائے علمی، مدلل، متوازن، باوقار اور خیر خواہانہ انداز میں دیا جائے، تاکہ دعوت کا مثبت اور مؤثر اثر قائم ہو۔
3. دعوت دین میں دنیاوی معاوضے اور ذاتی مفادات سے اجتناب کیا جائے۔ داعی کو اپنی دعوت کا مقصد ذاتی منفعت کے بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا اور لوگوں کی اصلاح کو بنانا چاہیے۔ اس طرز عمل سے دعوت میں اخلاص، بے غرضی اور دینی ذمہ داری کا جذبہ مضبوط ہوتا ہے۔
4. جامعات اور تحقیقی اداروں میں قرآن کریم کے دعوتی موضوعات پر مزید علمی و تحقیقی کام کو فروغ دیا جائے۔ بالخصوص مختلف سورتوں میں بیان کیے گئے دعوتی اصولوں کا تقابلی اور موضوعاتی مطالعہ کیا جائے، تاکہ اسلامی دعوت کے جامع اور مؤثر منہج کو عصر حاضر کے تقاضوں اور حالات کی روشنی میں واضح کیا جا سکے۔
5. نوجوان نسل کی دینی، دعوتی اور اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے۔ تعلیمی اداروں میں قرآنِ کریم کی دعوتی تعلیمات کو عصرِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ جدید اور مؤثر طریقوں سے نوجوانوں تک پہنچایا جائے، تاکہ ان میں دینی شعور، اخلاقی ذمہ داری اور مثبت کردار کو فروغ دیا جا سکے۔
6. دعوت دین کو محض تقریر اور گفتار تک محدود نہ رکھا جائے۔ داعی کو چاہیے کہ وہ اپنے کردار، اخلاق، معاملات، صبر و برداشت، رواداری اور حسن سلوک کے ذریعے اسلامی تعلیمات کی عملی تصویر پیش کرے، کیونکہ عملی کردار دعوت کے اثر و نفوذ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

حوالہ جات

[1] ابن منظور الافریقی، لسان العرب، 261:14
[2] الراغب الاصفہانی، المفردات: 60

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

[3] سورۃ الاعراف، آیت:85
[4] سورۃ آل عمران، آیت:104
[5] سورۃ آل عمران، آیت:110
[6] سورۃ النحل، آیت:125
[7] سورۃ حم السجدہ، آیت:33
[8] سورۃ یٰس، آیت نمبر:13،14
[9] حافظ عماد الدین، تفسیر ابن کثیر، مترجم: مولانا محمد جونا گڑھیؒ، مکتبہ قدوسیہ، سن اشاعت:2003ء، ج:4، ص:380،381
[10] مفتی محمد شفیعؒ، تفسیر معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن کراچی، اشاعت: رمضان 1440ھ/2019ء، ج:7، ص:367
[11] تفسیر ابن کثیر، ج:4، ص:380
[12] سورۃ یٰس، آیت:15،16
[13] تفسیر معارف القرآن، ج:7، ص:368
[14] تفسیر ابن کثیر، ج:4، ص:380
[15] سورۃ یٰس، آیت:17
[16] تفسیر معارف القرآن، ج:7، ص:369
[17] تفسیر ابن کثیر، ج:4، ص:381
[18] سورۃ یٰس، آیت:18،19
[19] تفسیر معارف القرآن، ج:7، ص:370
[20] تفسیر ابن کثیر، ج:4، ص:382

CC BY